رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

جلد ۲۲ | مورخہ ۲۸ صفر ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق یکم جون ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۷۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ - مئی - لاہور سے ۲۹ مئی کی اطلاع مظہر ہے - کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت اچھی ہے - امید کی جاتی ہے - کہ کل نماز جمعہ حضور قادیان میں پڑھائیں گے ؛

نظارت تعلیم و تربیت نے مولوی قمر الدین صاحب کو تربیت کی غرض سے دتجوال ـ شکار ـ اور جالندھر چھاؤنی کے لئے روانہ کیا -

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالےٰ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتا

فرمایا " ہم اپنے خدا تعالےٰ پر یہ قوی ایمان رکھتے ہیں - کہ وہ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتا - حضرت ابراہیمؑ کی طرح اگر وہ آگ میں ڈالا جائے - تو وہ آگ اس کو جلا نہیں سکتی - ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو - تو وہ جلا نہیں سکتی - صادق اس میں ڈالا جائے - تو ضرور بچ جائے گا - ہم کو اگر اس کام کے مقابلہ میں جو خدا تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے آگ میں ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ جلا نہیں سکیگی - اور اگر شیروں کے پنجرہ میں ڈالا جائے - تو وہ کھا نہ سکیں گے - میں یقیناً کہتا ہوں - کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں - جو اپنے صادق کی مدد نہ کر سکے - بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے جو اپنے بندوں اور اس کے غیروں میں مابہ الامتیاز رکھ دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو - تو پھر دعا بھی ایک فضول شے ہو - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں خدا تعالےٰ کی نسبت بیان کرتا ہوں اس کی قوتیں اور طاقتیں اس سے بھی کروڑ در کروڑ درجے بڑھ کر ہیں جن کو ہم بیان نہیں کر سکتے ؛

ہمارا ایمان ہے - کہ اگر قریش مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیتے - تو وہ آگ ہرگز ہرگز آپ کو جلا نہیں سکتی تھی - اگر کوئی محض اس بنا پر کہ آگ اپنی تاثیر نہیں چھوڑتی - انکار کرے - تو وہ خبیث اور کافر ہے - کیونکہ خدا تعالےٰ نے جب ان سب دشمنوں کو مخاطب کرکے یہ کہدیا فکیدونی جمیعاً تم سب مل کر کے دیکھ لو - میں اس کو ضرور بچا لونگا - پھر اگر کوئی یہ وہم بھی کرے کہ آگ میں ڈالتے تو معاذ اللہ جل جاتے یہ کفر ہے - قرآن شریف سچا ہے اور خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں وہ کوئی بھی حیلہ اور فریب آپؐ کی جان لینے کے لئے کرتے اللہ تعالےٰ ضرور ان کے گزند سے محفوظ رکھتا - جیسا کہ محفوظ رکھ کر دکھا دیا "

(الحکم ۱۰ - جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

۲۶ مئی کے جلسوں کی خوش کن رپورٹیں

حضرت امیر المومنین سے اظہار عقیدت و اخلاص کے شاندار مظاہرے

تحریک جدید کو کامیاب بنانے کے لئے ۲۶ مئی کو احمدی جماعتوں نے جو جلسے منعقد کئے۔ ان کی نہایت خوش کن رپورٹیں بڑی کثرت سے موصول ہو چکی ہیں۔ اور روزانہ آ رہی ہیں۔ جو دوسرے مضامین کی کثرت کی وجہ سے ابھی تک درج اخبار نہیں کی جا سکیں اور انشاء اللہ اگلے پرچہ سے شائع کرنی شروع کر دی جائیں گی۔ جن جماعتوں نے ابھی تک رپورٹیں ارسال نہیں کیں۔ وہ بھی بہت جلد بھیج دیں۔

دوسرا خطبہ جمعہ بصورت ٹریکٹ چھپ گیا

۳۰ مئی کے "الفضل" میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو خطبہ جمعہ شائع ہو چکا ہے۔ اور جس میں مخالفین کی ناکامیوں کا ذکر اور ڈاکٹر سر اقبال کے بیان پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ ٹریکٹ کی صورت میں بھی چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ اس کا حجم اور سائز پہلے خطبہ جمعہ کے برابر ہے۔ اور قیمت بھی وہی آٹھ آنے سینکڑہ علاوہ محصولڈاک جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کے ماتحت جن اصحاب کو اس ٹریکٹ کے بنڈل بھیجے جا رہے ہیں۔ وہ ان کو تقسیم کرنے کا بہترین انتظام کریں۔ اور آٹھ آنے سینکڑہ قیمت کے علاوہ محصولڈاک کی رقم بھی جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔ تا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دوسری تقریریں اور خطبے شائع کئے جا سکیں ؎

نمائندگان مجلس مشاورت کا تبلیغ احمدیت کے متعلق عہد

۱۹۳۴ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام نمائندگان مجلس مشاورت سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ ہر ایک سال میں کم از کم تین نئے احمدی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل کرے گا۔ گذشتہ سال ۳۸۳ نمائندگان میں سے ۸۸ نمائندوں نے اس عہد کو مد نظر رکھتے ہوئے کوشش کی اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے جو ریکارڈ محفوظ جمع کیا ہے۔ اس کی رو سے ان ۸۸ میں سے ۱۸ کس اپنے عہد میں کامیاب ہوئے۔ یعنی ان کے ذریعہ ۸۸ اصحاب نے بیعت کی۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی	۹	(۱۰) چودہری اعظم علی صاحب	۵
(۲) سید لال شاہ صاحب آنبہ ضلع شیخوپورہ	۳	(۱۱) محمد انور صاحب کھیتی شرق پور	۲
(۳) فضل الرحمن صاحب بانہ	۵	(۱۲) مرزا میرک بیگ صاحب کلانور	۲
(۴) ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب	۳	(۱۳) شاہ محمد صاحب بیز انسپکٹر	۳
(۵) چودہری اسد اللہ خان صاحب	۷	(۱۴) عبد الرحمن صاحب امیر جماعت انبالہ	۱
(۶) عبد العزیز صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ممرفہ	۴	(۱۵) محمد فضل کریم صاحب کھتہ غلام نبی	۲
(۷) بابو قاسم الدین صاحب سیالکوٹ	۲	(۱۶) شیخ عبد الرزاق صاحب بیرسٹر لائل پور	۳
(۸) حکیم فضل الٰہی صاحب	۹	(۱۷) چودہری بشیر احمد صاحب	۲
(۹) حکیم عبد الرحمن صاحب ماچھی واڑہ	۳	(۱۸) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ	۲۳

یہ اعداد و شمار اس بات کے سمجھنے کے لئے دلچسپی رکھتے ہیں کہ ۳۸۳ میں سے ۸۸ ممبران نے اپنے اس عہد کو مد نظر رکھا۔ اور تھوڑی بہت کوشش کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی نیت کی قدر کی اور ان میں سے ۱۶ افراد کی پوری کوشش کے نتیجہ میں ۸ احباب کی نیت کے مطابق ۸۸ افراد نئے داخل کر دیئے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام عہد کرنے والے دوست اس سال اپنے عہد کو نہیں بھولیں گے

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال

جناب حسن صاحب رہتاسی نے حسب ذیل نظم ۲۶ مئی کے جلسہ میں پڑھ کر سنائی۔

ظلِ احمد کا آیا یوم وصال — پھر سے دل میں اٹھا تازہ ابال
یاد ہیں خوب یاد ہیں اب تک — اس زمانہ کے روز و شب مہ و سال
لوحِ دل سے نہ ہوگی محو کبھی — عہدِ ماضی کی صورتِ احوال
جب وہ خورشید غار سے نکلا — کفر کی ظلمتوں کا ٹوٹا جال
شپرہ چشم جو اڑے کچھ کچھ — باری باری سے ہو گئے پامال
اللہ اللہ اس کا جاہ و جلال — جس کی ہیبت سے کانپ اٹھا دجال
نذرِ طاعون ہو گئے مغضوب — اور زلازل نے مار ڈالے ضال
پیشگوئی کے پورا ہونے پر — کھل گئی صاف صاف حقیقتِ حال
یعنی کوئی متاعِ آتش تھا — اور کوئی تھا ہاویہ کا مال
گرچہ سازش کا دیتے تھے الزام — پر یہ جھوٹی تھی ان کی قیل و قال
حاکمِ وقت نے جو کی تفتیش — جس میں کالا ہو۔ تھی نہ ایسی دال
شیخ نے جیتے جی ہی دیکھ لیا — اپنی شیخی کا لازوالی زوال
کس طرح ہاں۔ وہ ڈاکٹر مرتد — ہو گیا آپ اپنی جان کا وبال
ہمنشیں جا کے گولڑی سے پوچھ — میرزا سے مقابلہ کا حال
پوچھئے سر زمینِ کابل سے — کس طرح مملکت میں آیا۔ زوال
جاننے والے خوب جانتے ہیں — ڈوئی کا حال اور پگٹ کا مآل
خیر یہ تو گذشتہ باتیں تھیں — دیکھئے حالتِ زمانۂ حال

آج پیدا ہوئے ہیں کچھ احرار — دشمنِ قوم آپ اپنی مثال
کام ان کا۔ فساد و فتنہ و شر — اور تنظیم ان کا۔ لوٹ لینا مال
ان کے چکمے سے کوئی بچ نہ سکے — دہلی ہو۔ یا حصار یا کرنال
خشک ہو جائے ان کی برکت سے — "چیرا پونجی" ہو یا "نینی تال"
بڑھ کے تکبیر لوٹ لیتے ہیں — ورنہ کر دیتے ہیں وہیں ہڑتال
حق کے دشمن ہیں جھوٹ کے حامی — بارہا ان کی ہو چکی پڑتال

مل گئے ان کے ساتھ۔ سنتے ہیں — باوفا چند حاکم و عمال
جب پڑی ان کی قادیان پہ نظر — چین سے بیٹھنا تھا امر محال
کتنے سادہ دلوں کو اکسایا — ان حریفوں کی جو۔ نہ گلی چال

العجب! اس ہجوم کے اندر — تھا نہاں ایک بادشاہِ خیال
جس کے دم سے عروسِ شعر کا ہے — آج دنیا میں باقی حسن و جمال
مانتا ہے ہر ایک شخص۔ کہ وہ — دولتِ شعر سے ہے مالا مال

ناگہاں سر اٹھا کے بیٹھ گئے — تکیۂ بے خودی سے "سر اقبال"
جھٹ دیا اک بیان نبوت پر — پر نہ آیا جناب کو یہ خیال
دیکھ لیں پہلے یا ذرا سن لیں — کیا بتاتا ہے وقت کا گھڑیال
تھا۔ نہ معلوم "شیخ" کو شاید — کون ہیں! کیا ہیں! احمدی اطفال
ان میں اکثر خدا کے فضل سے ہیں — جن کو اقطاب کہئے یا ابدال
منطق و فلسفہ سے یوں کھیلیں — کوئی جوں کھیلے ہاکی و فٹ بال
موشگافی پہ جب یہ آ جائیں — بالِ جبریل کی اتاریں کھال
بات جائے نہ بڑھ کہیں حد سے — اک اشارہ ہے بس حسن فی الحال
ہے دعا اپنی آپ کے حق میں — حال بہتر ہو۔ بہترین مآل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ صفر ۱۳۵۴ھ

امان اللہ خان کی حکومت کو کس نے تباہ کیا؟

احراری بہت بڑے مجرم ہیں۔ یا جھوٹے؟

سید عطاء اللہ صاحب بخاری نے سہارنپور میں ۱۹ مئی کی شب کو جو تقریر کی اور جسے "احسان" نے اپنے ۲۱ مئی کے پرچہ میں شائع کیا۔ اس میں انہوں نے جہاں جماعت احمدیہ کی انتہائی دل آزاری کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے خلاف نہایت ہی ناپاک اور بے حد اشتعال انگیز اور نفرت خیز الفاظ استعمال کئے۔ وہاں داستان گوئی کا کمال دکھلاتے ہوئے سامعین سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ امان اللہ خان کی بربادی میں سرحد اور افغانستان کے ملاؤں کا ہاتھ تھا۔ نہیں۔ یہ تمام قادیانی بہروپئے تھے یہ تمام اسکیم کیا تھی۔ عبد اللطیف قادیانی کے قتل کا انتقام لیا گیا تھا۔ جو بچہ سقہ کے فتنے کی صورت میں نمودار ہوا۔ قادیانیوں نے پشتو زبان سیکھ کر ملاؤں کے بھیس میں وہاں کی رعایا کو مشتعل کیا۔ اور ایک قادیانی کے بدلے میں دس ہزار محمدؐ کے نام لیوا پٹھانوں کو قتل کر دیا"

اس بیان کے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ احراریوں کے "امیر شریعت" کو اپنے خاص ذرائع سے ان باتوں کا علم حاصل ہو چکا تھا۔ اور ایسے رنگ میں ہو چکا تھا جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے انہوں نے اس راز کا انکشاف آخر کار سہارنپور میں کر دیا جسے عرصہ سے اپنے سینہ میں چھپائے ہوئے تھے۔ اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے حسب معمول جماعت احمدیہ کے خلاف عوام کو اشتعال دلانے اور فتنہ پیدا کرنے کیلئے یہ ساری کی ساری داستان خود وضع کر لی:۔

اول الذکر صورت کے متعلق گزارش ہے کہ اگر اس قسم کے قابلِ وثوق واعتماد واقعات کی پوری پوری اطلاع بخاری صاحب کو حاصل ہو چکی تھی۔ اور وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ امان اللہ خان کی تباہی وبربادی کے تمام سامان احمدیوں نے اپنے ہاتھوں سے فراہم کئے ہیں۔ تو کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے امان اللہ خان کو بربادی سے بچانے کے لئے کیوں جدوجہد نہ کی۔ اور کیوں اس سیلاب شورش کو فرو کرنے میں حصہ نہ لیا۔ جو بچہ سقہ کی شکل میں رونما ہوا اور نہ صرف امان اللہ کی سلطنت کے خس وخاشاک کو بہا کر لے گیا۔ بلکہ اس کے خاندان کی عزت وحرمت کو بھی ملیا میٹ کر گیا بخاری صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ جس وقت بھی انہیں پتہ لگا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ امان اللہ خان کی سلطنت کو تہ وبالا کر کے اپنے ایک شہید کا انتقام لینے کے انتظامات کر رہی ہے۔ اسی وقت وہ امان اللہ خان کو بچانے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور آٹھ کروڑ فرزندانِ توحید کو لے کر جن کی نمائندگی کا انہیں دعوٰے ہے امان اللہ خان کو بچہ سقہ کے حملہ سے محفوظ کر لیتے۔ لیکن اس وقت تو وہ بالکل خاموش رہے۔ کچھ کرنا تو الگ رہا۔ ایک لفظ بھی بچہ سقہ کے خلاف ان کے مونہہ سے نہ نکلا وہ بڑی مسرت اور خوشی سے۔ بچہ سقہ کی کامیابی کو دیکھتے رہے۔ اور نہایت بے غیرتی۔ اور بے حمیتی کے ساتھ وہ شرمناک واقعات سنتے رہے۔ جن کا ارتکاب بچہ سقہ اور اس کے درندہ صفت ساتھیوں نے امان اللہ خان کے خاندان کی عزت وعصمت کو برباد کرنے کے لئے کیا۔ مگر جب یہ نہایت ہی عبرتناک دور گزر گیا۔ اس پر کئی سال گزر گئے۔ اور اس کے بعد افغانستان میں کئی انقلاب آچکے۔ تو احراری امیر شریعت صاحب کی آنکھ کھلی۔ اور انہوں نے ۱۹ مئی کی آدھی رات کو سہارنپور میں اس راز کا انکشاف ضروری سمجھا:۔

اتنے عرصہ تک اتنے بڑے راز کے متعلق خاموش رہنے کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ بخاری صاحب خود امان اللہ خان کی حکومت کو برباد کرنے والی سکیم میں شریک تھے۔ یا کم ازکم اس سے ہمدردی ضرور رکھتے تھے۔ ورنہ انہوں نے کیوں اس راز کو اس وقت افشا نہ کیا۔ جب سکیم کو ناکام بنانے کی کوشش کی جا سکتی تھی۔ اور جب امان اللہ خان کی حکومت کو محفوظ رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جا سکتے تھے:۔

پس اگر یہ داستان درست ہے۔ تو بھی جماعت احمدیہ کی نسبت بخاری صاحب اور ان کے ننگے بندھے زیر الزام آتے ہیں۔ اور وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ مسلمان ان کے خلاف سخت نفرت وحقارت کا اظہار کریں احمدیوں کے ذمہ تو امان اللہ خان کی حکومت کو تباہ کرنے والی سکیم اس بنا پر لگائی جاتی ہے۔ کہ سرزمین کابل میں ایک احمدی کو قتل کیا گیا تھا۔ اس کا احمدیوں نے انتقام لیا۔ قتل ایک کو نہیں۔ بلکہ کئی ایک کو کیا گیا۔ اور امان اللہ کی حکومت نے احمدیوں کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دے دیا تھا ایسی صورت میں جبکہ ایک ایسی حکومت جو کسی جماعت کو واجب القتل قرار دے کر اس کے کئی افراد کو قتل بھی کر دے۔ اسے اگر وہ جماعت الٹ دینے کی سعی کرے تو قطعاً قابل الزام نہیں سمجھی جا سکتی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جنہوں نے احمدیوں کو سنگسار کرنے کی وجہ سے امان اللہ خان کو مبارکبادیں کے تار بھیجے۔ اور جو اس کے سر پر اسلامی شریعت کے احیاء کا سہرا باندھ چکے تھے۔ ان کا اس کی حکومت کو لٹتے۔ اور اس کے ننگ وناموس کو برباد ہوتے دیکھ کر خاموش بیٹھے رہنا انہیں بہت بڑا مجرم ثابت کرتا ہے۔ کیا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے امان اللہ خان کی اس وقت کوئی مدد کی۔ جب بقول ان کے احمدیوں کی وہ سکیم کامیاب ہو رہی تھی۔ جو امان اللہ خان کی حکومت کو تہ وبالا کرنے کے لئے تجویز کی گئی تھی اگر نہیں۔ تو آج مگرمچھ کے سے آنسو بہانے سے کیا فائدہ۔ اور اس طرح اپنے جرم کی پردہ پوشی سے کیا حاصل۔ ہر وہ شخص جس میں ذرہ بھر بھی عقل وسمجھ باقی ہو۔ احراریوں کا یہ جرم ناقابل معافی سمجھیگا۔ کہ انہوں نے امان اللہ خان کے خلاف سکیم کا علم رکھتے ہوئے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ حتیٰ کہ اس سکیم کے متعلق کسی کو اطلاع تک نہ دی:۔

لیکن اگر دوسری صورت ہے۔ یعنی یہ کہ امان اللہ خان کے خلاف احمدیوں کی سکیم محض جھوٹ۔ فریب۔ اور دھوکہ ہے تو اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کا "امیر شریعت" کذب بیانی۔ دروغگوئی اور افترا پردازی میں اس قدر بے باک ہو ان کی اپنی حالت کیا ہوگی:۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ امان اللہ خان کی حکومت کو تہ وبالا کرنے کیلئے احمدیوں نے کچھ نہیں کیا۔ ہاں احمدیوں کی خاطر احمدیت کے خدا نے سب کچھ کیا۔ اسی خدا نے امان اللہ خان کی عبرتناک تباہی کی سکیم بنائی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جس نے اپنے کئی ایک مخلص مریدوں کا نہایت بے کسی کی حالت میں کابل کی سرزمین میں خون بہتے دیکھا جس نے قبل ازوقت احمدیوں پر کابل کے مظالم اور پھر کابل کی تباہی وبربادی کی اطلاع اپنے مامور ومرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا کو دے دی تھی:۔

بے شک جماعت احمدیہ کمزور ہے۔ بے کس ہے بے سروسامان ہے۔ اور یہی بات عاقبت نااندیش لوگوں اور کبر ورعونت کے پتلوں کو اس پر مظالم کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا خدا بڑا طاقتور ہے۔ تمام سامان اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور وہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا کے مطابق پہلے بھی اپنے انبیاء اور ان پر ایمان لانے والوں پر مظالم کرنے والوں کا تختہ الٹتا رہا ہے اور اب بھی الٹ سکتا ہے۔ امان اللہ خان کی حکومت کی تباہی اسی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے:۔

پنجاب کی دیہاتی آبادی کے متعلق امید افزا سکیم

مرکزی حکومت کی طرف سے صوبہ پنجاب کو دیہاتوں کی اصلاح اور ترقی کے لئے ساڑھے سات لاکھ کی رقم عطا ہوئی ہے۔ جسے ایسے اہم اور ضروری کاموں پر صرف کیا جائے گا۔ جن پر صوبہ کی دیہاتی آبادی کی آئندہ ترقی اور بہبودی کا انحصار ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کل عطیے کا ایک چوتھائی حصہ زمینداران پنجاب کے چھوٹے چھوٹے۔ منتشر اور پراگندہ کھیتوں کی مربعہ بندی کے لئے خرچ ہوگا۔ علم الاقتصادیات کے ماہرین کا فیصلہ ہے۔ کہ پنجاب کی زمینوں کی پیداوار مربعہ بندی کے ذریعہ بہت بڑھ سکتی ہے۔ اور ان کی طرف سے مدت سے یہ تحریک ہو رہی ہے۔ کہ پنجاب میں مربعہ بندی کی ترویج کے لئے جبری ذرائع اختیار کئے جائیں۔

زمینوں کے زیادہ پیداوار کے قابل بنانے کے علاوہ دیہاتی پنچائتوں کے رواج کو ترقی دینے کی بھی کوشش کی جائیگی اور قصبوں میں "بہتر بود و ماند" کی سوسائٹیاں قائم کر کے ان کی مالی امداد کی جائے۔ زمینداروں کی موجودہ بدحالی۔ درماندگی اور بے کسی کو جلدی ہی خوشحالی۔ آسائش اور فارغ البالی میں بدل سکتی ہے۔ اگر ان سکیموں کو صحیح طور پر عملی جامہ پہنایا جائے اور ایسے افسروں کے سپرد یہ کام کیا جائے جو ناواقف۔ ان پڑھ اور مفلوک الحال دیہاتی آبادی کے ساتھ حقیقی ہمدردی رکھتے ہوں۔ پنچایت سسٹم کا رواج زمینداروں کو تباہ کن مقدمہ بازی سے بچانے کا موجب ہوسکتا ہے۔ اور معاشرتی سوسائٹیاں بھی لوگوں کی معاشرتی حالت کی اصلاح کا موجب ہوسکتی ہیں امید کی جاتی ہے۔ دو طریقوں کی ترویج اور ترقی کے لئے قریباً ایک لاکھ روپیہ وقف کیا جائے گا۔ یہ بھی توقع کی جاتی ہے۔ کہ دیہاتی دستکاریاں اس عطیہ سے محروم نہیں رہیں گی۔

چنانچہ منتخب شدہ رقبوں میں چمڑے رنگنے کے جدید طریقوں کی نمائش کا پروگرام مرتب کیا جائے گا۔ جس کا بڑا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ رنگ ساز جو چمڑے کو پرانے طریقوں کے ماتحت بہت وقت صرف کر کے معمولی تیار کرتے ہیں۔ جدید طریقوں کے استعمال سے نہایت قلیل وقت میں عمدہ طور پر نفیس چمڑا تیار کر سکیں گے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی گھریلو دستکاریاں جاری کرنے کا پروگرام مرتب ہو رہا ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ دیہاتی صنعتیں اور دستکاریاں۔ جو مشینوں اور کلوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جانے والی ہیں۔ مجوزہ پروگرام کے ماتحت نہ صرف دوبارہ زندہ ہو جائینگی بلکہ ان کے لئے ترقی و نشو و نما کا راستہ کھل جائے گا۔

پنجاب کی دیہاتی آبادی اس قدر مفلوک الحال ہو چکی ہے۔ کہ اگر حکومت اب بھی اس کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ تو نظام ملک میں بہت بڑا رخنہ پڑ جاتا اور بے چینی و اضطراب میں بہت اضافہ ہو جاتا اگرچہ ضرورت کے مقابلہ میں وہ رقم کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو تجویز کی گئی ہے۔ لیکن اسے بھی اگر عمدگی کے ساتھ اور جائز صورت میں استعمال کیا جائے۔ تو بہت کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ دراصل اس سکیم کی کامیابی کا سارا دارومدار افسروں کی قابلیت پر منحصر ہے۔ جتنی کامیابی انہیں حکمت عملی اور ہوشیاری سے دیہاتی لوگوں پر اپنی تجاویز کے فوائد واضح کرنے میں ہوگی۔ اتنی ہی زیادہ یہ سکیم کامیاب ہو سکے گی۔ لیکن اگر اسے محض حاکمانہ رعب اور اقتدار کے ذریعہ اور جبر و طاقت کے ساتھ جاری کیا گیا۔ تو بہت مشکلات پیش آنے کا خطرہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت ایسے حکام کے سپرد یہ کام کریگی جو دیہاتی لوگوں کی عادات اور خصائل کا پورا تجربہ رکھتے ہوں۔ اور ان کے ساتھ مشفقانہ سلوک کر کے انہیں اپنا گرویدہ بنالیں

احراریوں کی صریح بددیانتی اور شرمناک بزدلی

احرار کی بددیانتی اور فریب کاری کے ساتھ ہی اگر ان کی شرمناک بزدلی کو دیکھنا ہو۔ تو ذیل کی قرارداد ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے سہارنپور میں منظور کی۔ کہ

"یو۔پی تبلیغ احرار کانفرنس کا یہ اجلاس الفضل مورخہ ۱۱ مئی کی تازہ فحش کلامی کے خلاف اظہار ملامت کرتا ہے جو اس نے اکابرین احرار کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ظاہر کی ہے۔ اور جس کا کھلا ہوا منشاء ملک معظم کی رعایا کے درمیان نقض امن کا اقدام ہے اور اس سلسلہ میں پنجاب گورنمنٹ کی توجہ بھی "الفضل" کی اشاعت مذکورہ کی طرف مبذول کراتا ہے۔ تاکہ اس کے ریکارڈ میں یہ گندگی بھرا مقالہ موجود رہے۔ اگر خدانخواستہ مستقبل میں کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہو۔ تو اس کی ذمہ داری مرزائیوں پر ہوگی۔

مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ "الفضل" ۱۱ مئی کے جن الفاظ کے خلاف یہ قرارداد منظور کی گئی ہے۔ اول تو ان میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جسے فحش کلامی کہا جا سکے۔ اور جسے ملک معظم کی رعایا کے درمیان نقض امن کا اقدام قرار دیا جا سکے۔ کیونکہ ان الفاظ میں صرف یہ ذکر ہے۔ کہ اگر احرار مسلمانوں کی آزادی خیال میں روک بن کر کھڑے ہونے سے باز نہ آئیں۔ اور فتنہ و فساد سے مسلمانوں کے جلسوں کو خراب کرنا بند نہ کریں۔ تو پھر ان کو سبق سکھانے کے لئے ویسا ہی سلوک ان سے کیا جائے۔ اور اس وقت تک کیا جائے۔ جب تک ان کے لیڈر یہ وعدہ نہ کریں۔ کہ وہ آئندہ محض اختلاف خیال کی وجہ سے مسلمانوں کے کسی اجتماع کو خراب نہ کریں گے۔ یہ نقض امن کا اقدام نہیں۔ بلکہ نقض امن کا انسداد ہے۔

دوسرے یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ "الفضل" نے نہیں لکھا۔ بلکہ معاصر سیاست نے لکھا ہے۔ اور "الفضل" نے اسے نقل کیا ہے۔ ایسی صورت میں کیا وجہ ہے کہ "الفضل" کے خلاف تو احراری اس قدر شور مچا رہے ہے اور کھلم کھلا دھمکیاں دے رہے ہیں۔ لیکن سیاست کا نام تک لینے کی ان میں جرأت نہیں ہے۔ اگر الفضل کے نقل کردہ الفاظ فی الواقعہ ایسے ہی ہیں جیسے احراری کہتے ہیں تو پھر انہیں اخبار سیاست کو مخاطب کرنا چاہیئے۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں یہ ممکن نہیں۔ کہ احراری "سیاست" کا نام بھی لے سکیں "سیاست" کی مٹھی میں ان کی جان ہے "سیاست" ان کے ایسے ایسے راز ہائے سربستہ سے واقف ہے کہ اگر اسے ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔ تو پھر احراریوں کو منہ چھپانے کے لئے جگہ نہ ملے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے متعلق سیاست نے جامع مسجد راولپنڈی کا جو شرمناک واقعہ لکھا تھا۔ اس کے جواب میں کسی احراری کو ایک لفظ بھی کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

غرض یہ حقیقت ہے۔ کہ "سیاست" چونکہ احراریوں کی وکھتی رگ سے خوب واقف ہے۔ اس لئے اس کے سامنے انہیں دم مارنے کی جرأت نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں ان کی ساری شیخی کرکری ہو جاتی ہے لیکن الفضل کو دھمکیاں دینے پر اتر آتے ہیں۔ جو لوگ اس قدر بزدل اور ڈرپوک ہوں ان کی دھمکیاں پر پشہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتیں

معاصر سیاست اس وقت تک پے در پے متعدد مضامین احراریوں کی فتنہ پردازیوں اور بدکرداریوں کے خلاف لکھ چکا ہے اور کھلم کھلا سب کچھ کہہ چکا ہے مگر اس وقت تک نہ احراری لیڈروں کو اور نہ احراری اخبارات کو اس کے کسی ایک لفظ کی تردید کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ پھر انہیں سیاست کے مضمون کی آڑ میں الفضل کو دھمکیاں دینے کی بجائے چلو پانی میں ڈوب مرنا چاہیئے۔

جماعت احمدیہ پر پیر پرستی کا غلط الزام

حضرت امیر المومنین کی تحریروں میں تناقض ثابت کرنے کیلئے غیر مبائعین کی ناکام کوشش

مولوی محمد علی صاحب سے حلف کا مطالبہ

سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے ایک پوسٹر "قادیان کا ایک نیا خفیہ سرکلر" کے عنوان سے شائع کیا۔ جس کا جواب میں نے "الفضل" ۲۸ اپریل میں دیدیا تھا۔ اس میں میں نے سکرٹری صاحب کی غلط بیانیوں کو الم نشرح کرنیکے علاوہ یہ بھی لکھا تھا۔ کہ ان کا یہ قول کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۱۵ء میں مسئلہ نبوت کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرنے کے لئے حلف نہ اٹھائی۔ صریح جھوٹ ہے کیونکہ الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۵ء میں حضور کا حلف مذکور ہے۔ اور حلف کے الفاظ نقل کرنے کے بعد میں نے لکھا تھا۔

"اب سیکرٹری صاحب بتائیں۔ کیا مولوی محمد علی صاحب نے بھی اپنے عقیدہ دربارہ نبوت کو اس طرح قسم کھا کر اپنی صداقت کو دنیا پر ظاہر کیا ہو۔ اور کیا وہ ان الفاظ میں اب ہی قسم کھانے کے لئے تیار ہیں"۔

نیز مولوی محمد علی صاحب کی خود نوشتہ تحریرو کا حوالہ دے کر میں نے مطالبہ کیا تھا۔ کیا وہ مذکورہ بالا الفاظ میں حلف اٹھا سکتے ہیں۔ کہ ان عبارتوں میں انہوں نے اسی عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔ جو اب وہ نبوت کے متعلق رکھتے ہیں؟

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے دس حوالے پیش کر کے غیر مبائعین کے سرکردہ ممبروں سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ

"کیا تم میں سے کوئی ہے جو ان عبارات کو لکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھائے۔ کہ ان عبارات سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نبی اور رسول ہیں۔ بلکہ ان میں جو لفظ نبی اور رسول کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسکی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہاں نبی سے مراد محدث ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے امت محمدیہ میں محدث گزر چکے ہیں"۔

پیر پرستی کا الزام

سکرٹری صاحب نے اپنے پوسٹر میں مبائعین کو جو پیر پرستی کا الزام دیا تھا۔ اس کے جواب میں میں نے لکھا تھا۔ کہ مرتد پٹیالوی نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت احمدیہ پر "مرزا پرستی" کا الزام لگایا تھا۔ بلکہ یہاں تک لکھدیا تھا۔ کہ ان کا کلمہ لا الٰہ الا المرزا ہو گیا ہے۔

میرے مذکورہ بالا تمام مطالبات کے جواب میں صدائے برنخواست اور انجمن اشاعت اسلام کے ممبروں میں سے کسی کو قسم کھا کر اپنا تقوےٰ ثابت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ البتہ پیر پرستی کے الزام کو دوہراتے ہوئے پیغام صلح ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیوں کی پیر پرستی کا ایک نیا مظاہرہ" شائع کیا گیا ہے جس میں مضمون نگار نے مذکورہ بالا مطالبات سے اغماض کرتے ہوئے سارا زور قلم اس پر صرف کر دیا ہے۔ کہ مبائعین پیر پرست ہیں۔ اور جس طرح مرتد پٹیالوی نے الذکر الحکیم ۳ میں جماعت احمدیہ پر "مرزا پرستی" کا الزام ثابت کرنے کے لئے اپنے نزدیک ناقابل تردید دلائل پیش کئے تھے اسی طرح مضمون نگار نے اپنے ذہن رسا کے مطابق مبائعین کے پیر پرست ہونے پر ایک دلیل پیش کی ہے۔ لیکن ہر وہ شخص جس نے الذکر الحکیم ۳ سے مرتد پٹیالوی کے دلائل کو دیکھا ہو گا۔ وہ مضمون نگار کی دلیل کو پائے حقارت سے ٹھکرا دے گا۔ اور یہ کہنے کے لئے مجبور ہو گا۔ کہ نقل کے لئے بھی کچھ عقل درکار ہے:۔

مضمون نگار کا یہ لکھنا کہ "ڈاکٹر عبد الحکیم کا محض افترا تھا کیونکہ اس نے واقعات کی کوئی شہادت پیش نہیں کی۔ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اس نے ڈاکٹر عبد الحکیم کی کتاب الذکر الحکیم ۳ کا مطالعہ نہیں کیا۔ اگر اس نے اس کے پہلے دو صفحات ہی پڑھے ہوتے۔ تو ایسا لکھنے کی جرأت نہ کرتا۔ کیونکہ پٹیالوی نے تو بزعم خود واقعات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو بھی اپنی تائید میں پیش کیا ہے:۔

چونکہ مضمون نگار ڈاکٹر عبد الحکیم کے الزام کو ناروا اور افترا قرار دینے میں ہمارے ساتھ متفق ہے۔ اس لئے ان واقعات اور دلائل کا جو ڈاکٹر عبد الحکیم نے الذکر الحکیم ۳ میں جماعت احمدیہ پر "مرزا پرستی" کا الزام ثابت کرنے کے لئے پیش کئے۔ بمضمون نگار جب جواب سوچیگا۔ تو ہم پر پیر پرستی کے الزام دینے کا باطل اور افترا ہونا خود بخود اس پر واضح ہو جائیگا۔

دلی حسد کا مظاہرہ

اصل بات یہ ہے۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والے لوگ جب خدا تعالےٰ کے مامور اور ان کے خلفاء کی عزت و تکریم اور ان کی اطاعت کو دیکھتے ہیں۔ جو ان کے متبعین میں پائی جاتی ہے۔ تو مارے حسد کے جل جاتے ہیں۔ وہ دل سے تو چاہتے ہیں کہ کاش لوگ ان کی بھی ویسی ہی اطاعت کریں مگر جب وہ اپنے آپ کو اس سے محروم پاتے ہیں۔ تو مشہور مثل "انگور کھٹے ہیں" کے مطابق "پیر پرستی" "مرزا پرستی" وغیرہ الزام دینا شروع کر دیتے ہیں۔ امیر غیر مبائعین کی جو اطاعت ان کے سرکردہ ممبران آئے دن کرتے ہیں۔ اور ان کے احکام کو جس انداز میں جامۂ قبولیت پہنایا جاتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں اور اگر وہ اپنی امارت کو محسوس کرانے کے لئے جوش میں آ کر کسی پر سختی کر بیٹھیں۔ یا ملازمت سے موقوف کر دیں۔ تو پھر اسے منوانے کے لئے جو حیلے کئے جاتے ہیں۔ وہ امیر غیر مبائعین جانتے ہیں۔ یا ان کے ذمہ وار سرکردہ ممبران انجمن۔

اس کے مقابلہ میں جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کی جماعت آپ کے احکام کی پروانہ وار اطاعت کرتی ہے۔ اور وہ اس جماعت کے مشابہ ہے۔ جس نے کہا تھا۔ کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں۔ کہ ہم سمندر میں کود پڑیں۔ تو ہم سمندر میں بھی کودنے کے لئے تیار ہیں۔ تو وہ اس قسم کی اطاعت کو "پیر پرستی" کے الزام کا رنگ دے کر اپنے دلی حسد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مضمون نگار کا انداز تحریر

مضمون نگار کا انداز تحریر بھی اسی بہشتی قلم کا رہین منت ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھ کر فرمایا تھا۔ کہ یہ قلم ہم نے نہیں منگوایا۔ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا۔ اور اس کی شکل خرگوش کی تھی۔ جس میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح خرگوش بھاگتے وقت دھوکہ دیکر بچاؤ کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح اس قلم کی یہ خاصیت ہے۔ کہ وہ چلتے وقت لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے رستے بدلتی رہیگی۔ اور دجل و تلبیس کے پہلو نمایاں طور پر اپنے اندر لئے ہوئے ہو گی۔ چنانچہ مضمون نگار کے چند فقرات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "اختلاف کے بعد نبوت کا ڈھونگ رچایا۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اثر زائل کرنے کے لئے جناب خلیفہ صاحب نے ۱۹۱۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قریباً بارہ سال کی تحریرات پر خط تنسیخ کھینچتے ہوئے فرمایا"۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کیا تھا کہ "تیرہ کروڑ مسلمان جو تیرہ سو سال میں تیار ہوئے۔ سب کے سب خارج از اسلام ہیں جیسا کہ تمام یہود و نصاریٰ آنحضرت کے آنے سے خارج ہو گئے تھے۔ گویا کہ اب کلمہ بھی یہ چاہیئے۔ لا الٰہ الا اللہ المرزا کیونکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا تو کارآمد نہیں رہا۔ تاوقتیکہ آپ کو نہ مانا جائے"۔ (الذکر الحکیم ۳ ص ۴۲)

(۲)۔ مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"پیر پرستی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ایک شخص کی بغیر سوچے اور سمجھے کے پیروی کی جا رہی ہے۔ اگر وہ کہہ دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبی تھے تو سب مرید کہتے ہیں کہ بے شک۔ اگر وہ کہتا ہے۔ کہ اس نبی کی فلاں سنہ سے تحریرات کو میں منسوخ کرتا ہوں۔ تو پھر بھی سب کہتے ہیں۔ کہ آمنا و صدقنا"۔

سچ کہو۔ بہشتی قلم کے انداز تحریر کو اختیار کرنے والے انجمن اشاعت اسلام کے سرکردہ ممبرو! کیا یہ دجل نہیں۔ کیا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کسی کتاب۔ یا کسی تحریر میں ایسا لکھا ہے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو منسوخ کرتا ہوں؟

آپ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انہی تحریرات کے متعلق لکھا ہے کہ قابل حجت نہیں یا جنہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قابل حجت قرار نہیں دیا۔ چنانچہ مضمون نگار نے جو یہ فقرہ القول الفصل ص۲۴ سے اپنے مضمون میں نقل کیا ہے۔ کہ "۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا" اس کے ساتھ ہی یہ وجہ بیان کر دی گئی ہے۔ "کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے۔ بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا۔"

(۳) پھر لکھا ہے "قربان جایئے ان مریدانِ باصفا پر جو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو پامال اور ذلیل کیا جارہا ہے۔ مگر پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے.... سچ ہے کہ پیر پرستوں سے سوچ اور بچار کا مادہ بالکل سلب کر لیا جاتا ہے۔" نیز یہ کہ "میاں صاحب جس طرح چاہتے ہیں حضرت اقدس کی تحریرات میں تحریف کرتے ہیں۔" یہ ہے وہ انداز تحریر جو مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اختیار کیا ہے۔ حالانکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تحریر میں تحریف نہیں کی۔ البتہ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"خود حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں۔ اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں۔" (شناخت مامورین ص۲)

مضمون نگار میں اگر کچھ دیانت کا شائبہ باقی ہو تو وہ بتائے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف یہ جو عبارت منسوب کی ہے۔ وہ محرف کر کے پیش کی ہے۔ یا نہیں۔

مضمون نگار کی تحریف کا نمونہ

میں نے لکھا تھا "خدا تعالیٰ کی قائم کردہ مقدس جماعت کو پیر پرستی کا الزام دینا تو کوئی نئی بات نہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت احمدیہ کو یہی الزام دیا تھا" لیکن مضمون نگار نے میری اس عبارت میں تحریف کر کے "جماعت احمدیہ" کی بجائے "جماعت احمدیہ لاہور کو یہی الزام دیا تھا" لکھا ہے۔ اور پھر یہ جواب دیا ہے۔ کہ "ڈاکٹر عبدالحکیم کا محض افترا تھا۔ کیونکہ اس نے واقعات کی شہادت پیش نہیں کی۔" یہ مضمون نگار کی صریح زیادتی ہے۔ کہ وہ ایک انجمن کو جماعت احمدیہ سے تعبیر کرتا ہے حالانکہ جنہیں وہ "لاہور کے پاک ممبر" کے الفاظ سے ذکر کرتا ہے۔ ان پر ڈاکٹر عبدالحکیم نے مذکورہ بالا الزام نہیں لگایا تھا۔ بلکہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انہی مخلص صحابہ پر الزام لگایا تھا۔ جن پر اب غیر مبائعین کی طرف سے لگایا جارہا ہے۔ اور جہاں مرتد پٹیالوی نے "مرزا پرستی" کا الزام دیا ہے۔ وہاں ان "پاک ممبروں" کو اس نے اپنا ہمنوا ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے

"طرفہ تر۔ کہ جب مولوی انشاء اللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن کی تحریک پر مولوی محمد علی و خواجہ کمال الدین صاحبان وغیرہ (سرکردہ ممبران انجمن اشاعت اسلام لاہور) نے یہ تجویز پاس کی۔ اور شائع کی۔ کہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں عام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں۔ اور خاص مرزا صاحب کے متعلق ابحاث علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوا کریں۔ جن کو خاص مریدوں کے نام جاری کیا جائے یا دیگر ایسے اشخاص کے نام جو اس کے خود خواستگار ہوں۔ اس تجویز کی اشاعت سے میرا دل قدرے ٹھنڈا ہوا۔ اور میں نے کہا۔ کہ ہماری جماعت میں عالی خیال اور عالی ظرف لوگ بھی ہیں۔ اور اب یہ کام قرآنی رنگ اور خدائی آئین پر چلے گا۔ اور ہمارا پیغام احسن اور بلیغ صورت میں تمام دنیا کو پہنچے گا۔ مگر وہ تمام خوشی خاک میں مل گئی۔ جب پکے مرزائیوں یا مرزا کے شیدائیوں نے اس تجویز کے خلاف شور مچانا شروع کیا۔ اور وہ تجویز خاک میں مل گئی۔ مولوی محمد علی صاحب کو مرزائیوں کا شور دبانے کی غرض سے اپنے اقرار اور عقائد شائع کرنے پڑے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۱۰۳)

پس مرتد پٹیالوی سرکردہ ممبران انجمن اشاعت اسلام کو جبکہ ان کی تجاویز اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچانے والی تھیں۔ اور وہ اس کے نقش قدم پر چلنے کے ارادے رکھتے تھے۔ کیونکر مرزا پرست کہہ سکتا تھا۔ لہذا مضمون نگار کا میری عبارت میں "جماعت احمدیہ" کی بجائے "جماعت احمدیہ لاہور" لکھ دینا تحریف کے علاوہ واقعات کے لحاظ سے بھی بالکل غلط ہے۔

مضمون نگار کی دلیل

مضمون نگار لکھتا ہے۔

"تمام محمودی حضرات خصوصاً مولوی جلال الدین صاحب شمس سے جو خلیفہ صاحب کے ہر جائز و ناجائز فعل کا جواز ثابت کرنے میں اپنے تمام ہم پیشہ مولویوں سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ التماس کرتا ہے۔ کہ وہ خدارا غور کریں۔ کہ مندرجہ ذیل بیانات سے جناب خلیفہ صاحب کا کونسا بیان صحیح ہے۔ اور کونسا غلط۔ (۱) القول الفصل ص۲۴ میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔

(۲) حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ میں لکھا ہے۔ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے۔ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(۳) حال ہی میں حلفی شہادت دیتے ہوئے عدالت میں فرماتے ہیں۔ "حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔"

کوئی جرأت کر کے نہیں پوچھتا حضور! آپ کا کونسا بیان صحیح ہے۔ سب کہتے ہیں آمنا وصدقنا۔ کیا اس سے اور کوئی بدترین مثال پیر پرستی کی ہوسکتی ہے۔

میں کہتا ہوں اگر مضمون نگار نے حقیقۃ النبوۃ کا بغور مطالعہ کیا ہوتا۔ تو وہ قطعاً یہ اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیل سے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"جناب مولوی (محمد علی) صاحب نے میری ایک عبارت نقل کر کے جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ تیسرا نتیجہ یہ نکالا ہے۔ کہ ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کوئی عبارت مسئلہ نبوت کے متعلق حجت نہیں۔ اور اس پر انہوں نے لکھا ہے۔ کہ دیکھو ریویو جسے ناسخ کہا جاتا ہے پہلے کا ہے۔ اور تریاق بعد کی کتاب ہے اس لئے یہ بات ہی غلط ہے۔ اس کا جواب میں مفصل لکھ آیا ہوں۔ اور یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ میں نے جو اپنے رسالہ میں ۱۹۰۲ء تریاق کی تاریخ لکھی ہے۔ وہ اس کی اشاعت کی تاریخ ہے۔ اور چونکہ اس وقت اس بحث کا چھیڑنا رسالہ کو لمبا کر دیتا تھا۔ اور اس رسالہ میں بہت سے امور کے جواب دینے تھے۔ اسلئے میں نے تاریخ ۱۹۰۲ء کو تسلیم کر لیا۔ تا اس جگہ بحث نہ چھڑے۔ اور یہ بات ویسی ہی ہے۔ جیسے حضرت صاحب پر تریاق اور ریویو کے مضامین میں اختلاف کے متعلق جب اعتراض کیا گیا۔ تو آپ نے اختلاف کو تسلیم کیا۔ پھر اسکی وجہ بتائی۔ اور اپنی فضیلت کے مسئلہ کو اصل اور درست قرار دیا۔ لیکن اس جگہ یہ بحث نہیں چھیڑی۔ کہ میں نے کیوں اس مضمون کو ناسخ قرار دیا ہے۔ جو پہلے کا چھپا ہوا ہے۔ اور چونکہ میں جانتا تھا۔ کہ تریاق القلوب درحقیقت پہلے کی کتاب ہے اس لئے میں نے اپنے رسالہ میں بارہا ایک غلطی کے ازالہ والے اشتہار سے حوالے پیش کئے جو ۱۹۰۱ء کا ہے کیونکہ میں جانتا تھا۔ کہ درحقیقت یہ اشتہار تریاق سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ میں اوپر ثابت بھی کر آیا ہوں۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۴۳) اس تشریح کی موجودگی میں القول الفصل کی عبارت کو جائے اعتراض بنانا کسی مسلوب الفہم اور فاتر العقل کا ہی کام ہوسکتا ہے۔

شہادت کا حوالہ

رہی یہ بات کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے گورداسپور کی شہادت میں ۱۸۹۰ء دعویٰ نبوت کا زمانہ کیوں قرار دیا۔ سو اس پر بھی سوائے متعصب شخص کے جسے اپنے محمود کی ہر بات قابل اعتراض دکھائی دیتی ہو۔ کوئی عقلمند اعتراض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ایک امر کو مختلف پیرایوں میں مختلف اعتبارات کے لحاظ سے ادا کرنا ممنوع نہیں۔ اور اعتبارات کا لحاظ کئے بغیر سب پیرایوں کو ایک ہی معنی میں لے کر اعتراض کر دینا سطحی عقل والوں کا کام ہوتا ہے۔ اسی واسطے حکما نے لکھا ہے۔ لولا الاعتبارات البطلت الحکمۃ اگر کلام میں اعتبارات مدنظر نہ ہوتے تو حکمت باطل ہوجاتی۔

چونکہ شہادت میں اختصار کے ساتھ جواب دینا پڑتا ہے۔ اس لئے حضور نے سوال کا جو مختصر جواب ہوسکتا تھا۔ وہ دے دیا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ جواب ان تحاریر کے ہرگز مخالف نہیں۔ جن میں حضور نے فرمایا ہے۔

کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے متعلق لفظ نبی کے استعمال کرنے میں ایک تبدیلی کی اور اس تبدیلی کا باعث کثرت وحی ہوئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ در حقیقت حضرت اقدس علیہ السلام کا دعویٰ نبوت بھی شروع سے تھا۔ اگرچہ آپ نبی کی مشہور تعریف (کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو شریعت لائے یا شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے اور بلا واسطہ ہو) کے لحاظ سے اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔ اور آپ کی وحی میں جو لفظ نبی استعمال ہوا تھا اسے آپ بمعنی محدث لیتے رہے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے بتاویل محدث سمجھنا ترک کر دیا۔ اور اپنے حق میں نبی کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۵ میں فرماتے ہیں۔

"پہلے حضرت صاحب اپنی نسبت اور خیال رکھتے تھے۔ بعد میں آپ کو یہ عقیدہ بدلنا پڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے اس کے خلاف ظاہر کیا۔ پس آپ جیسے نبی پہلے تھے ویسے ہی بعد میں رہے۔ نبوت میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ ہاں آپ کے اپنے خیال میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ سے آپ کو پہلے یاد فرمایا تھا۔ انہی الفاظ میں بعد میں یاد فرمایا۔ پہلے تو آپ عام عقیدہ کے مطابق اس کی اور تاویل کرتے رہے لیکن بعد میں اس تاویل میں تبدیلی کرنی پڑی"

نیز صفحہ ۱۳۸ میں فرماتے ہیں۔

اس تریاق القلوب کی تحریر کے بعد آپ کے اجتہاد اور عقیدہ کو بدلا گیا۔ نہ کہ امر واقعہ اور آپ کے درجہ کو۔ اور جس دن سے آپ مسیح موعود ہوئے اسی دن سے آپ نبی تھے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو نبی قرار دیا تھا۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔ حیات مسیح کے مسئلہ کی طرح اس لفظ کی تاویل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ متواتر وحی سے آپ کو پہلا عقیدہ بدلنا پڑا"

پس جس قسم کی نبوت کا دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۱ء سے کیا۔ اس قسم کی نبوت کا دعویٰ حضور کو شروع سے ہی تھا۔ لیکن چونکہ نبی کی تعریف جو عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔ اس کے مطابق آپ نبی نہ تھے۔ اس لئے آپ نبی ہونے کے دعویٰ سے انکار کرتے رہے۔ اور نبی اور رسول کے الفاظ جو آپ کے الہامات میں موجود تھے۔ بتاویل محدث لیتے رہے البتہ سنہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے یہ تاویل کرنا چھوڑ دی۔ جس کی وجہ کثرت وحی الٰہی اور یہ تفہیم تھی۔ کہ نبی ہونے کے لئے بلا واسطہ نبوت کا حصول یا نئی شریعت لانا یا پہلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرنا ضروری نہیں۔ گویا سنہ ۱۸۹۰ء میں آپ نے نبوت کا دعویٰ بمعنی محدثیت کیا۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے اسی دعویٰ کو محدثیت سے تعبیر کرنا چھوڑ دیا۔ اور آپ کو یہ تفہیم ہوئی۔ کہ آپ فی الواقعہ شرعاً اصطلاحاً نبی ہیں۔

پس حضرت امیر المومنین کا شہادت میں مذکورہ بالا اعتبار کی رو سے یہ کہنا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے دعویٰ نبوت سنہ ۱۸۹۱ء میں کیا۔ بالکل درست ہے۔ اور آپ کے بیانات میں کوئی تناقض نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں میں تناقض

تناقض کا نمونہ دیکھنا چاہیں۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات دیکھئے مولوی صاحب آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں۔ اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ یعنی ان میں سے آخری ہونا پس نبیوں کے خاتم کے معنے نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں" (بیان القرآن صفحہ ۱۵۱۰)

لیکن اس کے خلاف حال ہی میں جو انہوں نے حلفی شہادت دیوان سکھانند صاحب سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں بمقام ڈلہوزی ۱۵ اپریل سنہ ۳۵ء دی۔ اور جسے ضمیمہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۳۵ء میں شائع کیا گیا ہے اس میں آپ نے کہا ہے "خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر یا آخری نبی خاتم الانبیاء کے بھی وہی معنے ہیں۔"

مجھے ڈر ہے۔ اس کے جواب میں یہ نہ کہہ دیا جائے۔ کہ وہ مولوی محمد علی صاحب لاہور کے تھے۔ اور شہادت دینے والے ڈلہوزی کے۔ اور تبدیلی مقام کے لحاظ سے ان کی دو شخصیتیں قائم کر کے تناقض کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف کے عقائد میں تبدیلی مقام کی تبدیلی سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ ان کے وہ عقائد جو قادیان میں اقامت پذیر ہونے کے زمانہ میں تھے۔ بالکل مختلف ہیں ان عقائد سے جو انہوں نے لاہور جا کر اختیار کئے۔

علماء سوء کی طرف سے دعویٰ نبوت کا الزام

پھر مضمون نگار نے فتویٰ کفر صفحہ ۷ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے۔۔۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اس محدثیت کے معنے سے وہ نبوت کا مدعی ہے۔ مگر اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں۔ اور ان کی حقیقت کی تشریح ایسی کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتی

اس پر لکھا ہے۔

"مگر علماء سوء نے یہ افتراء آپ کی ذات بابرکات پر کیا کہ اگرچہ آپ لفظ نبی سے مراد محدث لیتے ہیں۔ مگر محدث کے ایسے معنی کرتے ہیں۔ جو بجز نبی کے اور کسی پر صادق نہیں آسکتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ کہ بار بار انکار کرتے ہوئے فرماتے چلے جاتے ہیں

"میری نبوت میں جس کو اللہ جلشانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے" لیکن جناب خلیفہ قادیان نے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی حضرت اقدس کی ذات والا صفات پر وہی الزام عائد کر دیا جو علماء سوء نے لگایا تھا"

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے توضیح مرام میں جو معنی محدثیت کے بیان فرمائے۔ وہ نبوت کے معنے ہیں۔ چنانچہ محدث میں جن امور کا پایا جانا ضروری ہے ان کا ذکر کر کے فرماتے ہیں "نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں" (توضیح مرام صفحہ ۱۸) اور صفحہ ۱۹ پر آپ فرماتے ہیں۔ "نبی محدث ہے اور محدث نبوت کی انواع میں سے ایک نوع کی نبوت کے حصول کی وجہ سے نبی ہے اور حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہو منقطع ہو گئی ہے لیکن وہ نبوت جس میں صرف مبشرات ہوں قیامت تک باقی ہے"

پس جو عبارت مضمون نگار نے فتویٰ کفر سے نقل کی ہے۔ وہ توضیح مرام کی عبارت کے عین مطابق ہے فرق صرف اتنا ہے۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جب کہتا۔ کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتی۔ تو اس سے وہ حقیقی نبوت مراد لیتا جس کی تردید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ قول کہ "اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں" کر رہا ہے کیونکہ حقیقی نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک وہ ہوتا ہے۔ جو براہ راست نبی ہونے کا مدعی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر کوئی الگ دین بنالے۔ جیسا کہ انجام آتھم کے حاشیہ صفحہ ۲۶ سے ظاہر ہے۔ مگر مولوی محمد حسین بٹالوی کے نزدیک نبی کے یہی معنی ہیں۔ چنانچہ وہ ریویو براہین احمدیہ میں لدھیانہ اور امرتسر کے مولویوں کے اس اعتراض کا کہ حضرت مرزا صاحب دعویٰ نبوت کیا ہے جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے

"اس کے سوا مؤلف کا بتان روزی عمل دو دلیل دیکھنا چاہیے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ یا لا الٰہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ۔ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہیں۔ منہ کس قبلہ کی طرف کرتے ہیں۔ حلال و حرام وغیرہ احکام میں کس کتاب کے پابند ہیں" پس اسی معنی کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود نبوت کے دعویٰ سے انکار کرتے رہے اور لفظ نبی کو بمعنی محدث لیتے رہے لیکن اگر کہو۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی مذکورہ بالا تحریر کا یہ منشاء ہے۔ کہ محض نبی کہلانا۔ چاہے اس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور متابعت کی برکت سے ہو کفر ہے تو اس قسم کی نبوت کے حصول کا حضرت مسیح موعود کو دعویٰ ہے۔ اور اس قسم کی نبوت کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ محدثیت سے تعبیر کرتے تھے اور سنہ ۱۹۰۱ء سے واقعی نبوت سے تعبیر کیا۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پس اگر اس قسم کے دعویٰ نبوت کے متعلق کہا جائے کہ یہ تو علماء سوء کے قول کی اتباع کرنا ہے۔ تو یہ اعتراض بعینہ ایسا ہوگا جیسے کوئی کہے۔ کہ حضرت اقدس کو مسیح موعود ماننا بھی علماء سوء کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ لدھیانہ کے مولویوں نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت یہ اعتراض بھی کیا تھا۔ کہ مؤلف براہین مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو براہین احمدیہ میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا تھا۔ کہ "مؤلف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کرنے سے مراد نہیں ہے کہ مؤلف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے جس کا اہل اسلام اور عیسائیوں (دونوں) کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ مؤلف حضرت مسیح سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مماثل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی امر کا ذکر فرماتے ہیں:۔ "لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبد العزیز اور عبد اللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا۔ کہ یہ شخص اپنا نام عیسےٰ رکھتا ہے۔ اور عیسےٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں۔ وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور ان کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں دیا تھا۔ کہ یہ اعتراض فضول ہے" (اعجاز احمدی ص۹)

لیکن لدھیانہ کے مولویوں نے جو اعتراض کئے تھے۔ اور جسے وجہ کفر قرار دیا تھا۔ بارہ سال کے بعد آپ نے وہی دعویٰ پیش کر دیا چنانچہ آپ نے فرمایا "واضح ہو۔ کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کی رُو سے ضروری طور پر قرار پاچکا تھا۔ وہ اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آگیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشگوئیوں میں پہلے کیا گیا تھا" (ازالہ اوہام ص۱۴۲)

نیز فرماتے ہیں:۔

"پھر میں قریبًا بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جاوے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے۔ کہ "تو ہی مسیح موعود ہے"۔ (اعجاز احمدی ص۷)

پس جس بناء پر لدھیانہ کے مولویوں نے حضرت اقدس علیہ السّلام کی تکفیر کی تھی۔ بارہ سال کے بعد آپ نے وہی دعوےٰ کر دیا۔ جس کا آپ کو الزام دیا گیا تھا۔ اسی طرح نبوت کے مسئلہ میں اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی منشاء بھی مذکورہ بالا عبارت میں ایسی نبوت سے تھی۔ جس کے آپ آخر تک مدعی رہے۔ اور جس کو آپ نبوت کی مشہور تعریف کی بناء پر ۱۹۰۱ء سے پہلے واقعی نبوت نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ محدثیت سے تعبیر کرتے تھے۔ لیکن بعد میں کثرتِ وحی کی بناء پر اسے واقعی نبوت سے تعبیر کرنے لگے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس سے مکفرین علماء سوء کی اقتداء لازم نہیں آتی۔ ورنہ حضرت اقدس کو مسیح موعود تسلیم کرنے میں بھی جماعت احمدیہ کو لدھیانہ کے مکفرین مولویوں کی اقتدا کرنیوالے ماننا پڑیگا

ایک اور حوالہ کی تشریح

مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک یہ عبارت بھی نقل کی ہے۔

"سو دوسرا پیرایہ یہ ہے۔ کہ بجائے لفظِ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔ یہ حوالہ بھی ابتدائی ہے جبکہ آپ نبی کی مشہور تعریف کے مطابق سمجھتے تھے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ لیکن جب آپ پر کثرتِ وحی سے یہ بات ظاہر ہو گئی۔ کہ نبی کے لئے یہ شرط نہیں۔ کہ وہ بلاواسطہ نبوت کو حاصل کرے۔ اور پہلے نبی کا متبع نہ ہو۔ تو آپ نے بجائے اس کے جو اس تحریر کے مطابق آئندہ کے لئے لفظ نبی اپنے حق میں استعمال نہ فرماتے۔ بکثرت اپنے حق میں نبی اور رسُول کے الفاظ استعمال فرمائے ۱۹۰۱ء سے ہمیں ایک صاف تغیر نظر آتا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے جب آپ کی نسبت کہا جاتا۔ کہ آپ نے دعوٰی نبوت کیا ہے۔ تو آپ لفظ نبی کی محدث سے تاویل کر کے اس کی تردید فرما دیتے ہیں۔ لیکن ۱۹۰۱ء سے جب کوئی شخص آپ کی نسبت یہ کہتا۔ کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ تو آپ اسکی پرزور تردید کرتے۔ اور فرماتے کہ میں نبی ہوں ملاحظہ ہو۔ ایک غلطی کا ازالہ اور بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء اور مکتوب بنام ایڈیٹر اخبار عام جس میں آپ نے اس غلط خبر کی جو پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔ کہ آپ نے اس جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا ہے تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دُنیا سے گذر جاؤں"۔

پھر یہی نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۹۰۱ء سے بار بار اپنی نسبت نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے۔ بلکہ خود مولوی محمد علی صاحب نے نبی پیغمبر آخر زمان۔ فارسی الاصل نبی اور رسُول وغیرہ کے الفاظ بکثرت استعمال کئے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام کا ارشاد یہ تھا۔ کہ جہاں جہاں لفظ نبی لکھا گیا ہے۔ اسے کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔ اور بجائے لفظِ نبی کے محدث کا لفظ سمجھ لیں۔ تو اس ارشاد کے خلاف انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں لفظ نبی اور رسول اور پیغمبر آخر زمان اور فارسی الاصل نبی۔ اور مدعی نبوت وغیرہ کے الفاظ کیوں استعمال کئے؟

(خاکسار جلال الدین شمس)

کرنل لارنس کی یاد میں

(از جناب سیّد زین العابدین صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

کرنل لارنس سے مجھے دو دفعہ واسطہ پڑا ایک دفعہ تو اکتوبر ۱۹۱۸ء میں جبکہ شریف فیصل اتحادی طاقتوں کے بل بُوتے پر دمشق میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ عربوں کے استقلال کا اعلان کیا گیا۔ اور حکومت وقتی طور پر ان کے سپرد ہوئی۔ جنرل النبی کے آرڈر کے ماتحت کرنل لارنس نے مجھے گرفتار کرنے کے لئے مقامی حکومت کے کارکنوں سے گفت و شنید کی۔ اور میجر ڈیوین نے جو کسی زمانہ میں سیالکوٹ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس رہ چکے تھے، مجھے نظر بند کرنے کے لئے تدابیر اختیار کیں۔ بوجہ اس کے کہ میں ایک عرصہ ترکوں اور عربوں کے درمیان رہ چکا تھا۔ اور وہ مجھے اچھی طرح جانتے تھے۔ میرے شامی دوستوں نے اس موقع پر وفاداری کا حق پورے طور پر ادا کیا۔ انہوں نے کوشش کی۔ کہ میں نظر بند نہ کیا جاؤں۔ انہیں میری مخلصانہ خدمات کا پورا اعتراف تھا۔ بعض مشہور ترکی افسروں کے ساتھ جن میں سے جمال پاشا اور حسین رؤف بھی ہیں۔ میں نے کام کیا تھا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جب حسین رؤف پاشا ہندوستان تشریف لائے۔ تو انہوں نے میری ان مخلصانہ خدمات کا اعتراف کیا۔ در اصل میرا بحیثیت احمدی ہونے کے یہ فرض بھی تھا۔ کہ میں حکومت کے ماتحت رہوں۔ اس کے ساتھ پورے اخلاص سے تعاون کروں۔ میں نے ایام جنگ میں ترکی حکومت کی جو خدمات کیں۔ وہ اپنے مذہبی عقیدہ کے ماتحت کیں۔ چونکہ ان کا پورا پورا احساس سرکردہ ترکوں کو تھا۔ اس لئے کرنل لارنس کی پہلی کوشش میری گرفتاری کی ناکام رہی۔ مگر انہوں نے دوبارہ کوشش کی۔ ملک فیصل نے مجھے بلایا۔ اور مجھ سے دریافت کیا۔ کہ وہ میری کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ سوائے اس کے کہ انگریز انصاف و عدل کو سامنے رکھکر میرے متعلق تحقیق کریں۔ پھر جو عدل و انصاف کا تقاضا ہو۔ اس کے مطابق میرے ساتھ سلوک کیا جائے۔

دمشق سے فلسطین کو

دوسری بار حکمت و تدبیر کے ساتھ کرنل لارنس کے مشورہ کے ماتحت مجھے دمشق سے فلسطین لایا گیا۔ اور وہاں سے مصر لے جایا گیا۔ جہاں قصر النیل کے قلعہ میں مجھے نظر بند کر دیا گیا۔ انہی دنوں زاغلول پاشا بھی اس قلعہ میں ایک دو رات کے لئے نظر بند کئے گئے تھے۔ اور پھر وہاں سے انہیں مالٹا لے جایا گیا۔

مصر کے قصر النیل میں نظر بندی

دمشق اور لدّ (فلسطین) کے درمیان جو میں نے سفر کیا۔ اس میں میرے ساتھ دو برٹش فوجی افسر تھے۔ ان کے پاس جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا میرے وارنٹ تھے۔ وہ مجھے سب سے پہلے کورٹ مارشل کیمپ میں لے گئے۔ جس طرح وہ مسلح تھے۔ اسی طرح میں بھی اس وقت مسلح تھا۔ اس وقت تک مجھ سے ہتھیار نہ چھینے گئے تھے۔ دوران سفر میں بے اختیار میرے دل سے یہ دُعا نکلتی رہی۔ ربّ اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے یہ دُعا میرے قلب پر نازل ہوتی ہے۔ اور آسمانی القاء کے جواب میں میرا دل اسے دہرا رہا ہے۔ بحالتِ کشف میں نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام میرے سامنے کھڑے ہیں۔ چہرۂ مبارک پر وقار سنجیدگی اور غنودگی ہے۔ شمال مغرب کی طرف آپ کا منہ ہے۔ آپ کے بائیں طرف سمندر ہے۔ آپ نے دائیں ہاتھ سے سمندر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ آپ وہاں سمندر

پار جائینگے۔ جہاں ہم نے پہلے پہل آپ کو تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ اتنے میں سمندر سے ایک بہت بڑا سانپ نکل کر مجھ پر حملہ آور ہوا اور میں اُسے دیکھکر ڈرا۔ حضور نے اپنا ہاتھ میرے دل کی طرف بڑھاکر زور دار الفاظ میں فرمایا۔ ڈرو مت۔ یہ سانپ زہریلا نہیں ہے۔ اس کے بعد حالتِ بیداری عود کر آئی۔ اور میں غور و فکر میں پڑ گیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ بحیرہ ابیض تو مغرب کی طرف ہے۔ اور پہلے پہل مجھے تعلیم کے لئے حضرت خلیفہ اول رضنے مصر بھیجا تھا۔ جہاں جانے کے لئے بیروت سے جہاز لینا پڑتا ہے۔ مگر اب میں فلسطین جا رہا ہوں۔ جو ایک صحرائی اور جبلی علاقہ ہے۔

میری اس حیرت کا اندازہ لگانے کے لئے اس بات کا بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ انگریزوں نے فلسطین پر ۱۹۱۷ء میں قبضہ کیا اور دمشق پر ۱۹۱۸ء میں۔ ان دونوں فتوحات کے درمیان ایک سال کا وقفہ ہے۔ پہلے سلطان صلاح الدین ایوبیہ کالج جس میں میں پڑھایا کرتا تھا۔ بیت المقدس میں تھا پھر ہمیں کالج کے ساتھ دمشق جانا پڑا۔ مجھے یہ علم نہیں تھا۔ کہ ایک سال کے عرصہ میں انگریزوں نے ریلوے لائن فلسطین سے قنطرہ تک جو نہر سویز کا پل ہے۔ ممتد کر دی ہے۔ اس لئے مجھے یہ بڑی حیرت ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو یہ فرماتے ہیں۔ کہ میں سمندر کے پار جا رہا ہوں۔ جہاں پہلے پہل حضور نے مجھے تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ آخر مجھے اس وقت یہ حقیقت معلوم ہوئی۔ جب صبح کو فوجی افسروں کی حراست میں میری آنکھ کھلی۔ اور میں نے گاڑی کو سمندر کے ساتھ ساتھ جاتے دیکھا۔ ٹھنڈی ہوا سمندر کی جانب سے آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا۔ کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ قنطرہ۔ قنطرہ پہنچ کر معلوم ہوا۔ کہ وہ کیا ہے۔

غرض تعز النیل میں چھ ماہ نظر بند رہنے کے بعد مجھے ہندوستان لایا گیا۔ اب کرنل لارنس کی وفات کی خبر نے پرانا واقعہ میرے ذہن میں تازہ کر دیا

دوسری ملاقات کے اسباب

دوسری ملاقات کرنل لارنس سے میری اس وقت ہوئی۔ جب اپریل ۱۹۲۶ء میں بغداد میں میں یہ کوشش کر رہا تھا۔ کہ شاہی احکام جن کی رو سے عراق میں تبلیغ احمدیت ممنوع قرار دی گئی تھی۔ منسوخ کر دیئے جائیں۔ اس زمانہ میں شاہ فیصل کے ساتھ مجھے ایک ہی دسترخوان پر شاہ علی اور دیگر ارکان کی موجودگی میں جہاں کھانا کھانیکا موقعہ ملا۔ وہاں احمدیت کے عقائد کو کماحقہٗ کھولکر بیان کرنیکا بھی زریں موقعہ ملا۔ ایسا ہی تقریباً تمام وزراء اور ارکانِ حکومت کے سامنے احمدیت کے خلاف غلط پراپیگنڈے کا ازالہ کا بھی موقعہ ملا۔ اس تین ماہ کی جدوجہد کا نتیجہ مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ کرنل لارنس جو اس وقت مستشار وزارت داخلیہ تھے۔ حکومت کو یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ چونکہ موصل وغیرہ میں فساد ہے۔ اور حالات کا تقاضا نہیں ہے کہ سابقہ احکام منسوخ کئے جائیں۔ لہذا ابھی درخواست کو زیر غور رکھا جائے۔ مجھے اس خبر سے سخت صدمہ پہنچا۔ میں وہاں نظارت دعوۃ و تبلیغ کے حکم کے ماتحت نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت دمشق سے واپس ہوتے وقت بغداد آیا تھا۔ حضور نے مجھے کشفاً یہ تلقین فرمائی۔ کہ عراق میں ایک کام کرنا ہے۔ ہندوستان کو واپس جاتے ہوئے بجائے براستہ سویز جانے کے بغداد کے راستہ سے جاؤ۔ تین مہینے کے اثناء میں جبکہ ہماری مختصر سی جماعت کے احباب میں مایوسی کے سامان پیدا ہو رہے تھے۔ جمعہ کی شب کو میں نے یہ خواب دیکھا۔ کہ بغداد کے غنڈوں اور اوباشوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ اور حضور کے پیچھے تالیاں پیٹتے ہوئے شہر سے باہر تک گئے۔ اور آپ کو اس کنوئیں میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ یہ نظارہ دیکھکر میں گھبرایا۔ اور کنوئیں کے ارد گرد میں نے گھبراہٹ میں چکر لگانے شروع کئے۔ غم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گلا گھٹا جا رہا ہے۔ میری آواز بھرائی ہوئی تھی۔ اور میں بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔ بغداد کے رہنے والو۔ تمہارے پاس خدا کا رسول آیا تمہاری اصلاح اور بہبودی کی خاطر۔ مگر تم نے اس کی قدر نہ کی۔ یہ تیسرا دن ہے۔ کہ حضور نے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔ کوئی تم میں سے ہے۔ جو جا کر پوچھے اور حقیقتِ حال سے آگاہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کنوئیں کے اندر حضور کو نکالنے کیلئے گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہو کر میں نے دیکھا کہ میری اہلیہ اور ان کے بھائی میری آواز سنکر جاگ پڑے۔ اور دونوں مجھے کہتے ہیں۔ کیا ہوا۔ آپ یوں بلند آواز سے بول رہے تھے۔ پھر میری بیوی کے بھائی نے اپنا خواب سُنایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہاں آئے ہیں۔ اور آپ نے مجھے گلے لگا لیا ہے۔ میں نے خطبہ جمعہ پڑھا اور یہ واقعات جماعت کے سامنے رکھے۔ اور ان کی مایوسی کو دور کرنیکی کوشش کی۔ خطبہ جمعہ کے بعد ایک اور شخص نے مجھے سُنایا۔ کہ اس نے بھی گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے کہ میرا قد لمبا ہے۔ اور میں بلند آواز سے اذان دے رہا ہوں۔

غرض جماعت میں پھر تازہ ہمت پیدا ہو گئی۔ اور بالآخر یہ صلاح قرار پائی۔ کہ جعفر صادق صاحب مرحوم جو اس وقت امیر جماعت تھے۔ شیخ منظور احمد صاحب (جو اس وقت وہاں پولیس میں ملازم تھے اور اب لاہور میں ہیں) اور دیگر احباب سے مشورہ کرنیکے بعد قرار پایا۔ کہ ہم بصورت وفد کرنل لارنس کے پاس جائیں۔ اور ان کو حالات سے آگاہ کر کے انکی ہمدردی حاصل کریں۔ ہفتہ کو یہ تجویز قرار پائی اور امیرِ جماعت کی طرف سے خط لکھا گیا۔ جس کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ شام کو پھر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ صبح ان سے انکے مکان پر جا کر ملنے کی کوشش کیجائے۔ رات کو مجھے خواب آیا۔ کہ گویا میں احباب کے ساتھ کرنل لارنس کے کمرہ میں گیا ہوں۔ اور ان سے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا ہے۔ مگر انہوں نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا جسکی وجہ سے مجھے سخت غصہ آیا۔ صبح احباب جانیکے لئے جمع ہوئے۔ تو میں نے انکو یہ خواب سُنا کر اپنی آزادانہ طبیعت کی افتاد کی وجہ سے مشورہ دیا۔ کہ مجھے نہیں جانا چاہئے۔ دوست جاتے ہیں۔ کرنل لارنس کے دروازہ پر دیر تک انتظار کرتے ہیں۔ مگر وہ ملنے سے انکار کر دیتا ہے۔ آخر جب اس نے دیکھا کہ یہ نہیں جاتے تو باہر نکل کر ان کو دھمکا کر کہتا ہے۔ کہ میں تم تھوڑے سے آدمیوں کیلئے سب لوگوں سے لڑنے کو تیار نہیں ہوں۔ اور اسطرح یہ وفد مایوس ہو کر آ جاتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد درخواست کا جواب تحریری طور پر یہ ملتا ہے۔ کہ فی الحال درخواست زیر غور ہے۔ اور تبلیغ کی اجازت دینا موجودہ حالات میں مناسب نہیں۔ شام کے وقت امیر جماعت نے مجھے کہا۔ کہ جماعت کیلئے یہ بہت بڑا ابتلاء ہے۔ میں بھی اسے محسوس کرتا تھا۔ میری گھبراہٹ اور خدا کے حضور گریہ وزاری کا کوئی دوسرا شخص اندازہ نہیں کر سکتا۔ رات کو خواب دیکھا کہ میں ایک جہاز میں سوار ہوں۔ جو غرق ہو رہا ہے اتنے میں آسمان سے ایک نامعلوم ہاتھ نے رسّی پھینکی۔ جس نے مجھے معہ جہاز اوپر اٹھانا شروع کیا۔ جہاز سنبھلتے سنبھلتے پانی کے اوپر آ گیا۔ پھر تیزی سے چلنے لگا۔ اور دوسرے جہازوں سے آگے نکل گیا۔ میں نے احباب کے یہ خواب بیان کر دیا۔ اور ہائی کمشنر کو ملاقات کیلئے چٹھی لکھی۔ اور شیخ منظور احمد صاحب کی معیّت میں ان سے ملاقات کی۔ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی حکومت ہمیں یہ جواب دیتی ہے۔ کہ یہاں کی مقامی حکومت تبلیغ میں مانع ہوتی ہے۔ اور جب ہم یہاں پہنچتے ہیں۔ اور مقامی حکومت کے اراکین سے گفتگو کرتے ہیں۔ تو انہیں حقیقتِ حال معلوم کر کے اجازت دینے میں کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ مگر آپ کی طرف سے رکاوٹ پیش کیجاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہمارے خلاف کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا دوسرے لوگ فضاء کو زہریلا کر رہے ہیں۔ میرے انگریزی جملہ کا صحیح ترجمہ یہ تھا۔ کہ کتوں کو بھونکنے دیا جاتا ہے۔ اور ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ تم اپنے بچاؤ کیلئے کچھ نہ کرو۔ غرض ایک لمبی گفتگو کے بعد ہائی کمشنر نے مجھے کرنل لارنس کے نام ایک ڈی۔ او۔ لکھکر دیا۔ اور میں شیخ منظور احمد صاحب کی معیّت میں ان سے ملنے گیا۔ وہ مجھے عزت سے ملے۔ مگر گفتگو میں لب و لہجہ کرخت تھا۔ میں بھی ان کو اسی طرز سے جواب دیتا رہا۔ آخر میں انہوں نے کہا۔ آپ وعدہ کریں۔ کہ کسی کو احمدی نہیں بنائینگے۔ تب آپ کو تبلیغ کی اجازت دیجا سکتی ہے۔ جسطرح ہم نے عیسائیوں کو اس شرط کیساتھ اجازت دی ہے۔ کہ وہ کسی کو عیسائی نہ بنائیں۔ میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ شاید آپ کو یہ دھوکا لگا ہے۔ کہ احمدی بننے کیلئے بھی بپتسمہ لینا پڑتا ہے۔ یہ بات نہیں۔ بلکہ ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں صرف الفاظ کے معانی و تشریحات میں اختلاف ہے۔ اس پر انہوں نے مجھے کہا۔ کہ میں یہ سفارش کر دیتا ہوں۔ کہ آپکو تحریری پروپیگنڈا کرنیکی اجازت دی جائے جب میں ان سے فارغ ہو کر آیا تو شیخ صاحب نے کہا۔ آپ نے کام خراب کر دیا۔ کرنل لارنس کو ناراض کر دیا۔ میں نے کہا نہیں بلکہ میں کامیاب ہو کر آیا ہوں۔ میں جانتا تھا من این یؤکل الکتف

مقصد میں کامیابی

میں یہ وعدہ لیکر واپس آیا اور پھر اس کوشش میں لگ گیا کہ تبلیغ کیلئے پوری آزادی حاصل ہو جائے۔ اور سابقہ احکام کلیتہً منسوخ کئے جائیں۔ خدا بھلا کرے میرے وفادار دوست رستم حیدر صاحب کا جو میرے ساتھ صلاح الدین ایوبیہ کالج میں کافی عرصہ رہے۔ وہ گو مذہباً شیعہ تھے۔ مگر بہت کم غیر احمدی ہونگے جو اپنے حسن اخلاق اور وفاداری کے جذبہ میں ان جیسے ہوں۔ انہوں نے

وصیّتیں

نمبر ۳۹۲۳ - منکہ حلیمہ زوجہ محمد یوسف صاحب ارائیں عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن مالیر کوٹلہ ڈاک خانہ خاص بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۱/۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا مہر دوصد روپیہ اور زیور طلائی ۱۳۶ روپیہ کا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے سوا اگر کوئی اور جائداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر کوئی رقم بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں۔ تو وہ رقم منہا ہوگی

العبد۔ حلیمہ موصیہ مذکور نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ بقلم محمد عبداللہ جلد ساز قادیان۔ گواہ شد۔ محمد یوسف خاوند موصیہ بقلم خود ۱۱ اپریل ۱۹۳۳ء گواہ شد۔ اسمٰعیل جلد ساز قادیان بقلم خود ؛

نمبر ۴۳۲۰ ۔ منکہ پیدائش اللہ ولد کریم بخش صاحب قوم ملاح پیشہ زمیندارہ عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن میعادی شیرا۔ ڈاک خانہ ڈیرہ نانک تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۹/۳/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ دس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہوگا۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد۔ پیدائش اللہ ولد کریم بخش ساکن میعادی شیرا۔ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ بشیر محمد تاجر قادیان۔ گواہ شد۔ مرزا مہتاب بیگ ولد مرزا احمد علی صاحب درزی خانہ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور ؛

نمبر ۴۳۰۳ ۔ منکہ سعیدہ نومسلم زوجہ اللہ دتہ پان فروش قوم شیخ عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن قادیان۔ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۲/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ مہر دوصد روپیہ بذمہ خاوند ایک جوڑی کانٹے طلائی قیمت بیس روپے۔ کل دوسو بیس روپے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر کوئی جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر کوئی رقم اپنی جائداد کے طور پر میں اپنی زندگی میں داخل کر دوں۔ تو یہ رقم اصل سے منہا متصور ہوگی۔ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء

العبد۔ سعیدہ موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ مدد خان انسپکٹر بیت المال بقلم خود گواہ شد۔ اللہ دتہ پان فروش خاوند موصیہ نشان انگوٹھا ؛

نمبر ۳۷۱۷ ۔ منکہ ہاجرہ بیگم زوجہ صوفی عبدالغفور صاحب بھیروی قوم بابل پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی حال ساکن بہاول پور ڈاک خانہ و ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۱/۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا جائداد اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) مختلف اشیا مالیتی ایک ہزار ۔ (۲) حق مہر دو ہزار روپیہ جو ابھی وصول نہیں ہوا۔ اگر میری وفات کے بعد اس کے علاوہ کوئی اور جائداد بھی ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد ہاجرہ بیگم بقلم خود گواہ شد۔ صوفی عبدالغفور خاوند موصیہ۔ گواہ شد عطاء الرحمٰن ایم۔ ایس۔ سی۔ بھیروی۔

نمبر ۴۱۸۷ ۔ منکہ برکت اللہ خان ولد رحمت خان قوم راجپوت عمر ۴۵ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کاٹھ گڑھ ڈاک خانہ خاص تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۰/۷/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد تقریباً چار صد روپیہ بہ تفصیل ذیل ہے۔ زمین زرعی ۱۶ کنال قیمت مبلغ تین صد روپیہ واقعہ موضع چندیانی کلاں ۸ کنال و کاٹھ گڑھ ۸ کنال و ایک مکان رہائشی قیمتی مبلغ یک صد روپیہ واقعہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور۔ کل جائداد چار سو روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس جائداد میں سے اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اس کی رسید حاصل کرلوں گا۔ جو اصل رقم میں سے منہا ہوگی۔ کیونکہ میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں ہے بلکہ ملازمت پر ہے۔ جو کہ مبلغ ۔۔۔ روپیہ ۔۔۔ ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت اگر اس جائداد سے بڑھ جائے۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ دینے کا حقدار رہوں گا۔

العبد برکت اللہ احمدی ولد رحمت خان احمدی ساکن کاٹھ گڑھ حال پوسٹ مین رائے ونڈ ضلع لاہور ۲۰/۷/۳۴ - گواہ شد۔ محمد ابراہیم بقلم خود جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ۔ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز خان ولد خواجہ خان بقلم خود ساکن کاٹھ گڑھ۔ گواہ شد دولت خان فنانشل سکرٹری جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ۔ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور ؛

نمبر ۴۳۲۱ ۔ منکہ عبداللطیف ولد مولوی اسمٰعیل صاحب قوم ورک پیشہ ملازمت عمر تیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد اس وقت قریباً یک صد روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۷ مارچ ۱۹۳۵ء

العبد عبداللطیف بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد عظیم باجوہ حسن منزل قادیان۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل سیالکوٹی والد موصی قادیان دارالامان ؛

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

دہلی ۲۹ مئی۔ اس بات کا قطعی فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس شملہ میں جو غالباً ستمبر میں منعقد ہو گا۔ نہ صرف پیرلیس بل ہی پیش ہو گا۔ بلکہ دیگر انسدادی قانونوں کو بھی جن کی میعاد اس سال کے آخر پر ختم ہونے والی ہے۔ دوبارہ پیش کیا جائیگا۔ ان قواعد کے دوبارہ نفاذ کے متعلق حکومت ہند نے صوبجاتی حکومتوں کی رائے دریافت کی تھی۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ ان سب کی رائے یہی ہے۔ کہ ان قوانین کو دوبارہ نافذ کر دیا جائے۔

دہلی ۲۹ مئی۔ ہاپوڑ۔ بریلی اور دہلی میں ناقابلِ برداشت گرمی پڑ رہی ہے ہاپوڑ میں چار۔ اور بریلی میں ہیٹ سٹروک کے تین مہلک کیس ہوئے ہیں۔ دہلی کے مختلف حصوں میں سات کیس ہوئے ہیں۔ پرائمری سکولوں کو دس بجے بند کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

شملہ ۲۹ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت اس سوال پر غور کر رہی ہے۔ کہ کونسل آف سٹیٹ کے انتخابات اس سال کے خاتمہ پر ہوں یا آئندہ موسم گرما میں۔ کونسل کی میعاد فروری ۱۹۳۶ء تک ہے۔

امرتسر ۲۹ مئی۔ دو تین روز ہوئے بعض چوروں نے فوجی گوروں کی بارکوں میں چوری کی۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ آج شب ایک یوروپین انسپکٹر پولیس ان بارکوں میں آیا۔ تو پھر دو چوروں کو وہاں موجود پایا۔ جن میں سے ایک نے تلوار سے اس پر حملہ کر دیا۔ اسے کلائی پر گہرا زخم آیا۔ مگر اس نے پستول سے چوروں پر فائر کئے۔ ایک چور زخمی ہوا۔ مگر دونوں فرار ہو گئے۔ صبح خون کے نشانات کو دیکھکر پولیس نے ایک ملحقہ گاؤں سے چوروں کو گرفتار کر لیا۔

بمبئی ۲۹ مئی۔ مسز امرت کور جمعیت سنگھ نے اپنے گھر میں "پران تیاگ" برت شروع کر دیا ہے۔ آپ نے برت شروع کرنے سے پیشتر کہا۔ کہ میں قسم کھاتی ہوں۔ کہ جب تک سکھ لیڈر متحد نہیں ہونگے۔ میں برت کو جاری رکھونگی۔ چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ مسز موصوفہ کی عمر ۳۰ سال ہے۔ اور سات سالہ متاہل زندگی میں سے چار سال آپ نے جیل میں گذارے ہیں۔

شملہ ۲۹ مئی۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سر اکبر حیدری حکومت ہند کے نائب وزیر تعلیم مقرر ہونیوالے ہیں۔ آپ ۸ جون کو رخصت پر جائینگے اور اکتوبر میں واپس آکر اس نئے عہدہ کا چارج لیں گے۔

کابل (بذریعہ ڈاک) قندھار میں عنقریب ایک پاور ہاؤس تعمیر کیا جانیوالا ہے۔ تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس سے مقامی صنعت ابریشم کو بھی عظیم الشان ترقی ہوگی۔

لنڈن ۲۹ مئی۔ سر سپرو نے جو سلور جوبلی کی تقریب میں شمولیت کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے۔ دارالعوام کے مصالحتی گروپ کے فرینڈز ہاؤس میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے لئے مجوزہ آئین پر سخت نکتہ چینی کی۔ اور انڈیا بل پر کئی اعتراضات کئے۔

برلن (بذریعہ ڈاک) برلن میں بجلی کے ذریعہ چلنے والی گھڑیاں جابجا لگائی جا رہی ہیں۔ اس وقت تک چالیس ہزار سے زائد گھڑیاں لگائی جا چکی ہیں۔ ان کے لئے ۹۳۷ میل لمبا تار استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ سب گھڑیاں ایک ساتھ منسلک ہونگی۔ اس لئے وقت ہمیشہ ٹھیک رہے گا۔ اور برلن میں پرائیویٹ گھڑیاں رکھنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

تیونس ۲۸ مئی۔ الجزائر میں فرانسیسی حکومت تشدد سے کام لے رہی ہے۔ عربوں کے لئے عربی زبان سیکھنا۔ مذہبی مدارس میں تعلیم پانا اور شرعی احکام کے ماتحت فیصلے کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ ان کے بچوں کو کیتھولک سکولوں میں تعلیم پانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا۔ کہ ان کے لیڈروں کو گرفتار نہ کیا جاتا ہو۔ اور ان کے جلسے اور جلوس ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے منتشر نہ کئے جاتے ہوں۔

کالی کٹ ۲۸ مئی۔ کرالہ میں پولیٹیکل کانفرنس کا انعقاد سید عبداللہ بریلوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ملک کا موجودہ سکوت قابلِ افسوس ہے۔ مگر اس کی بڑی وجہ گاندھی جی کی سیاسیات سے علیحدگی ہے۔ حکومت کی مخالفت کے پرانے طریق ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ حکومت کے مقابلہ کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ کابینہ میں رہ کر عوام کو منظم کیا جائے۔

صنعا (بذریعہ ڈاک) امام یحیٰے والئے یمن نے امیر احمد ثریا بک کو یمنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا ہے۔ آپ استنبول کے مدرسہ حربیہ کے فارغ التحصیل اور ترکی افواج کے کمانڈر رہ چکے ہیں۔ آپ کا ماہانہ مشاہرہ چار سو ریال ہوگا۔

میڈرڈ ۲۸ مئی۔ ہنگری کے گذشتہ انتخابات میں قریباً ڈیڑھ لاکھ ووٹروں نے عمداً حصہ نہیں لیا تھا۔ اور چونکہ انتخابات میں حصہ نہ لینا اس ملک کے قانون کی رُو سے جرم ہے۔ اس لئے ان سب کو پندرہ پندرہ شلنگ جرمانہ کیا گیا ہے۔ ان جرمانوں سے حکومت کو ۱۲۰۰۰۰ پونڈ وصول ہوگا۔

حیدرآباد دکن ۲۸ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ نواب ولی الدولہ کی وفات سے ایگزیکٹو کونسل میں خالی شدہ نشست پر راجہ شام راج بہادر کو مقرر کیا گیا ہے اور محکمہ تعلیم نواب مہدی یار جنگ کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔

رنگون ۲۸ مئی۔ سات مسلح ڈاکوؤں نے ایک ریلوے سٹیشن پر حملہ کر کے کیش لوٹ لیا۔ سٹیشن ماسٹر اور جمعدار کو شدید مجروح کیا۔ اور اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کو جاتے ہوئے ساتھ لے گئے۔

دہلی ۲۸ مئی۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے ورکروں کی سالانہ کانفرنس ختم ہو گئی ہے۔ اور ایک ریزولیوشن کے ذریعہ مزدوروں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ چھ ماہ کے اندر عام ہڑتال کے لئے تیار رہیں۔

پیکنگ ۲۸ مئی۔ میئر نے حکم دیا ہے کہ مڈل سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ مالکان مکانات کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایک ہی بلڈنگ میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو کمرے کرایہ پر نہ دیئے جائیں۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے اس طرح باہم اختلاط سے بدکاری بڑھتی اور قوم کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں۔

شنگھائی ۲۸ مئی۔ حکومت نے احکام صادر کئے ہیں۔ کہ کوئی مرد اور عورت بازاروں میں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چل پھر نہیں سکتے حتےٰ کہ میاں بیوی کو اس طرح چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے قید و جرمانہ دونوں سزائیں رکھی ہیں۔ ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں میں عورتوں کو ملازم رکھنا بھی ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

نیویارک ۲۸ مئی۔ امریکہ میں فحش لٹریچر کی اشاعت زوروں پر ہے۔ پولیس کی معرفت حکومت نے اعلان عام کرا دیا ہے۔ کہ فحش لٹریچر فروخت کرنے والوں کو سزا دی جائیگی۔ بہت سی کتب فروشی کی دکانوں کی تلاشیاں لیکر پولیس نے ۲۵ ہزار کتابیں اور بہت سی فحش تصاویر جنکی مالیت کا اندازہ کئی لاکھ ڈالر کیا جاتا ہے۔ قبضہ میں کر کے ان کو جلا دیا۔ گھروں پر بھی چھاپے مارے جا رہے ہیں

لاہور ۲۹ مئی۔ سر سکندر حیات خان نے اخبار سول کے نمائندہ سے کہا۔ وہ تمام رپورٹیں جو پریس میں میرے ریزرو بنک سے علیحدہ ہو کر سیاسیات پنجاب میں حصہ لینے کے متعلق شائع ہو رہی ہیں قطعاً بے بنیاد ہیں۔ آپ نے پنجاب میں مختلف اقوام کے باہمی اتحاد اور اشتراک عمل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آئندہ کانسٹی ٹیوشن کو مکمل طور پر کامیاب بنانے کی نصیحت کی۔ اور مسلمانوں کو اپنے تمام نفاق اور ناچاقیوں کو یکقلم مٹا دینے کا مشورہ دیا۔ نیز سر فضل حسین کے متعلق امید ظاہر فرمائی۔ کہ وہ مکمل طور پر صحتیاب ہونیکے بعد

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی